جلد ۳۴ | ۲۶ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش | ۲۲ صفر ۱۳۶۵ ہجری | ۲۶ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ ماہ صلح۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آہستہ آہستہ خود چل کر مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے۔ اور بیٹھ کر خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ جس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کا ارشاد فرمایا۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے والے چند نوجوانوں کا مطالبہ فرمایا۔ جنہیں بیرون ہند فوری طور پر بھیجنے کی ضرورت درپیش ہے۔ آج ۸ ½ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق لاہور سے ۲۴ جنوری کی یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ خدا کے فضل سے عام طبیعت اچھی ہے۔ کمزوری بھی بتدریج دور ہو رہی ہے۔ کبھی کبھی معمولی درد ہوتا ہے۔ احباب درد دل سے دعا کرتے رہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری ارشاد

قادیان کے احمدی ووٹر جہاں جہاں بھی ہوں۔ اگر ان کے لئے یہاں پہنچنا طبعی یا اقتصادی طور پر ناممکن نہ ہو تو مرد اور عورت دونوں قسم کے ووٹروں کو توجہ دلانے کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وقت پر قادیان پہنچکر اپنا ووٹ دیں۔ جس جس احمدی کو اس اعلان کے دیکھنے کا موقعہ ملے۔ اسے چاہیئے کہ اگر اسکے علم میں کوئی قادیان کا ووٹر باہر ہو۔ تو اسے اطلاع پہنچا دے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار:- مرزا محمود احمد
۲۵/۱/۴۶

ایڈیٹر:- غلام نبی
بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ صفر ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۶ ماہ صلح ۱۳۲۵ھ ش

آریہ سماج ختم ہو رہا ہے

(از ایڈیٹر)

ہندو دہرم چونکہ ایک لمبے عرصے سے کس مپرسی کی حالت میں پڑا تھا۔ اسلئے جب پنڈت دیانند جی صاحب نے اس کی حمایت میں آواز اٹھائی تو باوجود اس کے کہ انہوں نے ہندو دہرم کے بہت سے بنیادی اصول و احکام کو توڑ دیا تاہم ہندوؤں کا پرجوش اور مالدار طبقہ اندھا دھند ان کا حامی اور مددگار بن گیا اور دیگر مذاہب کے خلاف پنڈت جی نے جس درشت کلامی کا آغاز کیا تھا۔ اسے انتہا تک پہنچا کر سمجھ لیا۔ کہ پنڈت جی کا پیش کردہ دہرم سب مذاہب خصوصاً اسلام پر یقیناً غالب آجائے گا۔ اور یہاں تک کہدیا گیا۔ کہ بہت جلد مکہ معظمہ پر اوم کا جھنڈا گاڑ دیا جائیگا۔

آریوں کے اس بڑے بول کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی۔ کہ مسلمانوں کے علماء ان کو آپس میں لڑانے اور نقصان پہنچانے کے شغل میں مشغول تھے۔ اور آریہ سمجھتے تھے۔ کہ مسلمان منتشر بھیڑوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ان حالات میں بظاہر حالات کے یہی سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ کفر اور ظلمت کا جو طوفان آریہ سماج کی شکل میں اٹھا ہے۔ وہ ہندوستان میں اسلام کا کوئی نام لیوا باقی نہیں چھوڑیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر جہاں مسلمانوں کی تسلی کے لئے یہ اعلان فرمایا۔ کہ:-

"یہ مت خیال کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں۔ جس میں بجز نیش زنی کے کچھ نہیں...... اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں۔ جس مذہب میں روحانیت نہیں۔ اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں۔ اور صدق وصفا کی روح نہیں۔ اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں۔ اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں۔ وہ مذہب مردہ ہے۔ اس سے مت ڈرو"۔

وہاں مسلمانوں کو یہ خوشخبری بھی سنائی۔ کہ "ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے۔ کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ زمین سے ہے نہ آسمان سے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ آریہ دہرم کے ختم ہونے کے سامان پیدا ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ اور آج وہ سامان اس کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ کہ خود آریہ اُن کی وجہ سے مضطرب اور پریشان ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ آریوں کی نئی پود آریہ سماج سے منقطع ہوتی جا رہی ہے۔ اور آریہ سماج اپنے سالانہ جلسوں میں اس سوال کو زیر بحث لانے پر مجبور ہو رہا ہے کہ "نوجوانوں کے اندر آریہ سماج کا ضروری پرچار کیسے ہو سکتا ہے"۔ جیسا کہ گزشتہ دسمبر کے جلسہ پر کیا گیا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے۔ آریہ سماجی اخبار "آریہ گزٹ" (۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء) لکھتا ہے۔

تیسری نسل میں ہمیں سوائے ایک یا دو ہستیوں کے ایسے آدمی دکھائی نہیں دیتے جو کہ اپنی علمیت۔ کیریکٹر۔ و روحانیت سے اپنا سکہ دوسروں پر بٹھا سکیں اور آریہ سماج کا پربھاؤ (اثر) دوسروں پر ڈال سکیں۔ میں ہمیشہ جیون (زندگی) کا طریق پہلو دیکھنے کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ نوجوانوں کے اندر آریہ سماج کا اثر دن بدن زائل ہو رہا ہے"۔

پھر لکھا ہے۔

"اگر آپ کو عام ہندو نوجوانوں کی بات چیت سننے کا کبھی موقعہ ملا ہو تو آپ انوبھاؤ کریں گے کہ ان کی گفتگو سینما کے متعلق ہوتی ہے۔ یا وہ ریڈیو کے گیت گاتے ہیں۔ یا اپنے ادھیاپکوں پروفیسروں کی چال ڈھال و لباس پر نکتہ چینی کرتی ہے۔ ان میں سے ذرا سنجیدہ عنصر دیش کی سیاسیات پر و دیش کے موجودہ سیاسی نیتاؤں کے متعلق بحث کرتا ہے۔ عام ہندو نوجوان دہرم کی طرف سے بے پروا دکھائی دیتا ہے۔ اور دہرم کی طرف یہ بے پرواہی اور یہ لامذہبی کی لہر ہندو نوجوانوں کے اندر دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اکثر نوجوان کمیونزم کی تعلیم کے زیر اثر اپنے مذہب اپنی مذہبی پستکوں اور اپنے مذہبی پیشواؤں پر مخول اڑاتے ہیں"۔

اس کے ساتھ ہی "آریہ گزٹ" نے یہ بھی لکھا ہے کہ:- "سماجیں۔ ایک ندی کے پرواہ کی مانند ہوتی ہیں۔ یدی ندی میں نیا اور تازہ پانی نہ پڑتا رہے۔ تو جلد ہی ندی سوکھ جائے گی۔ کسی سماج کی انتی اس بات پر نربھر رکھتی ہے۔ کہ اس میں نیا اور تازہ خون بھرتی ہوتا رہے۔ بوڑھے کاریہ کرتا تھک جاتے ہیں۔ یا پرلوک سدھار جاتے ہیں۔ سماج کی گاڑی کو آگے چلانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس میں نوجوان بھرتی ہوں۔ جو کہ آریہ سماج کے کام کو اپنے کندھوں پر لیں"۔

ان حالات سے صاف طور پر اس بات کا ثبوت

گوجرانوالہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ کی جماعتوں کے متعلق اعلان

تحصیل گوجرانوالہ کے احمدی ووٹروں نے نہایت شرمناک رویہ دکھایا ہے۔ اور جاہلانہ تعصب کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس لئے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ تحصیل کے احمدی ووٹروں پر جماعت کا مقرر کردہ قاعدہ یعنی ہر حلقہ کے احمدیوں کی اکثریت کے فیصلہ کی سب اتباع کریں حاوی نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ آپس میں محبت سے فیصلہ کرنے کی بجائے لڑائی جھگڑے سے کام لے رہے ہیں پس وہ جسے چاہیں ووٹ دے سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ انہوں نے جماعتی نظام کی بے حرمتی کی ہے۔ اس لئے انہیں جماعت کی مجلس شوریٰ میں نمائندگی کے حق سے محروم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس تحصیل کے کسی احمدی کو آئندہ مجھ سے ملاقات کرنے کا موقعہ نہیں دیا جائیگا۔ والسلام۔ خاکسار:- مرزا محمود احمد (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ)

۲۵ / ۱ / ۴۶

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری پیغام

تحصیل بٹالہ کے ووٹروں کے نام

میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ تمام احباب جن پر میری بات کا کوئی اثر ہو سکتا ہے تکلیف اٹھا کر بھی اور قربانی کر کے بھی آنے والے چند دنوں میں چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے حق میں پراپیگنڈا کرینگے۔ اور جب ووٹ کا وقت آئیگا۔ تو کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کرتے ہوئے اپنے مقررہ حلقہ میں پہنچ کر ان کے حق میں ووٹ دینگے۔

والسلام۔ خاکسار:- مرزا محمود احمد

نوٹ:- تحصیل بٹالہ کا پولنگ مختلف مقامات پر از یکم فروری ۱۹۴۶ء تا ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء ہوگا۔ اور مخصوص طور پر قادیان کا پولنگ از ۲ فروری تا ۷ فروری ہوگا جس کی تفصیل کے لئے دوسرا نوٹ صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خاکسار:- مرزا بشیر احمد ۲۲ / ۱ / ۴۶

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے مخالفین سے مختلف فیصلہ کے طریق

—— (۱) ——

حقیقۃ الوحی کے ص۱۶۵ پر حضور تحریر فرماتے ہیں "یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ قریباً دو سو مولویوں نے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور میرے پر کفر کا فتوے لکھا گیا۔ اور انہیں کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو اب اس بات کا سہل علاج ہے۔ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے۔ اور وہ منافق نہیں تو ان کو چاہیئے۔ کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح کے ساتھ شائع کر دیں۔ کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔ . . . . . . بعد اس کے حرام ہوگا۔ کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرۃ ان میں نہ پائی جائے۔"

—— (۲) ——

"براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کی جائیگی جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اب تک کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔" (استفتا ص۹)
(حقیقۃ الوحی ص۲۲۲)

—— (۳) ——

"اگر کوئی ان میں سے مباہلہ کرے۔ تو میں دعا کرونگا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے۔ اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو۔ اور کوئی بے وقت موت سے مر جائے۔ اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ . . . . . . آخر نتیجہ اس کا یہ ہوا۔ کہ تمام بالمقابل مولویوں میں سے جو بادل ملے آج تک صرف ۲۰ زندہ ہیں۔ اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار باقی سب فوت ہو گئے۔" (استفتاء ص۱۳)

—— (۴) ——

"اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں۔ اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو۔ کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور کس کی مدد کرتا ہے۔ اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے۔ تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں ہی غالب ہونگا۔ کیا کوئی ہے؟ کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آئے۔ ہزارہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دیئے ہیں۔ کہ تا دشمن معلوم کرے۔ کہ دین اسلام سچا ہے۔ میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا۔ بلکہ اس کی عزت چاہتا ہوں۔ جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔"
(حقیقۃ الوحی ص۳۰)

—— (۵) ——

ان شانئک ھو الابتر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"محمد طاہر نے تو اپنے زمانہ کے جھوٹے مسیح پر بددعا کر کے اس کو ہلاک کر دیا۔ اور غلام دستگیر اپنے زمانہ کے مسیح پر بددعا کر کے آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ تو یہ اندرونی نصرت الہٰی ہے۔ بیرونی طور پر خدا تعالےٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے۔ کہ کوئی پادری میرے مقابل پر نہیں آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ وہ لوگ بازاروں میں چلّا چلّا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ اور یا خدا تعالےٰ نے ایسا رعب ان پر ڈالا۔ کہ اس طرف مونہہ نہیں کرتے۔ گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف مونہہ کرے۔ تو خدا اسکو سخت ذلیل کریگا اور اس عذاب میں مبتلا کرے گا۔ جس کی نظیر نہیں ہوگی۔ اور اسکو طاقت نہیں ہوگی۔ کہ جو کچھ میں دکھلاتا ہوں۔ وہ اپنے فرضی خدا کی طاقت اور قوت سے دکھا سکے۔ اور میرے لئے آسمان سے بھی نشان برسائے گا۔ اور زمین سے بھی۔ پس میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ برکت غیر قوموں کو نہیں دی گئی پس کیا روئے زمین میں مشرق سے لے کر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے؟ جو خدائی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے۔ ہم نے میدان فتح کر لیا۔ کسی کو مجال نہیں۔ کہ ہمارے مقابل پر آوے۔ . . . . . . ہر ایک شخص ہمارے پیروں کے نیچے ہے۔" (استفتا، ص۵۱)

—— (۶) ——

"دعوت القسیسین والنصارٰی والمتنصّرین وغیرھم من البراھمۃ والمشرکین۔ وقلت جربوا الحق بآیات اللہ ونصرتہ لیظھر من ینصر من اللہ ومن یکون محلّ لعنتہ فما بارزوا لھذا المنضال کالکماۃ واختلفوا فی الوکنات وواللہ لو بارزوا۔ لما رمی ربی للاصابیا۔ وما رجع احدٌ منھم الاخاسراً وخائباً۔ (استفتاء صفحہ ۱۳)

وکل من دعا علی عبدہٖ ردّ علیہ دعاؤہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال واھلک اکابرھم عند المباھلۃ متعطفاً علی الضعفۃ جمیعاً بالذین لا یعلمون حقیقۃ الحال وکذالک دفع الشر وقضی الامر فما بقی احدٌ من الذین کان لھم للمباھلۃ مجالٌ ؛

—— (۷) ——

تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۶۵ فیصلہ بذریعہ مباہلہ کا ایک اور تازہ نشان ۲۰۰ کے حاشیہ پر حضور تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک قصیدہ میں نے عربی میں تالیف کیا تھا جس کا نام اعجاز احمدی رکھا تھا۔ اور الہامی طور پر بتلایا گیا تھا۔ کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اور اگر طاقت بھی رکھتا ہوگا۔ تو خدا کوئی روک ڈال دے گا۔ پس قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ اپنی طینت میں خمیر انکار اور تعصب اور خود بینی رکھتا تھا۔ اس نے اس قصیدہ کا جواب لکھنا شروع کیا۔ تا خدا کے فرمودہ کی تکذیب کرے۔ پس ابھی وہ لکھ ہی رہا تھا۔ کہ ملک الموت نے اس کا کام تمام کر دیا۔"

—— (۸) ——

تتمہ حقیقۃ الوحی کے آخر میں ایک اشتہار "دعوت حق" پادری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا۔ جس کے ص۴ پر فرمایا۔

"مجھے اس (خدا) نے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ تا کہ میں اس کی (نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں۔ اگر میں بے دلیل یہ دعوے کرتا ہوں۔ تو جھوٹا ہوں . . . . . . لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے میں میرے مقابل پر آسکتا ہے۔ میں ظاہر ہوں۔ تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا۔ مگر اب اس نے مجھے بھیجکر ارادہ کیا۔ کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا مونہہ بند کر دے۔ جو کہتے ہیں خدا نہیں مگر اے عزیزو تم جو خدا کی طلب میں لگے ہوئے ہو۔ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قرآن نازل کیا وہی ہے جس نے میرے پر تجلی کی۔ اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے . . . . . .

اے پادری صاحبان میں آپ لوگوں کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں۔ جس نے مسیح کو بھیجا۔ اور اس محبت کو یاد دلاتا ہوں۔ اور قسم دیتا ہوں۔ جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میری کتاب حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک حرف بحرف پڑھ لیں۔ اور اگر کوئی صاحب اہل علم میں سے نیک نیت سے میری کتاب حقیقۃ الوحی اس شرط کے ساتھ طلب کرینگے۔ اور قسم کھائیں گے۔ کہ ہم اس کتاب کو اول سے لے کر آخر تک غور سے دیکھیں گے تو میں وہ کتاب مفت ان کو بھیجدونگا۔ اور اگر اس سے تسلی نہ ہوگی۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائے گا۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے۔ کہ میں اس زمانہ میں اپنی حجت

کانو (شمالی نائیجیریا کا ایک اہم شہر) کی تاریخی حیثیت

الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے

اس سے قبل صحرائی ریاستوں کے ضمن میں کانو کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اگرچہ ان ریاستوں میں سے ایک رستہ کا آخری مقام ہونے کے لحاظ سے ہی اسکی اہمیت کچھ کم نہیں۔ لیکن اس امر کے علاوہ دیگر کئی امور ایسے ہیں۔ جو کانو کو شمالی نائیجیریا کے علاقہ میں خاص اہمیت کے لئے مختص کرتے ہیں۔ ذیل کی سطور میں کانو کی تاریخی حیثیت پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے ان امور میں سے بعض کا ذکر کرنے کی کوشش کی جائیگی انشاء اللہ۔

کانو کا نام

کہا جاتا ہے۔ کہ آج سے قریباً ایک ہزار سال قبل موجودہ نائیجیریا کے مشرق سے کسی قبیلہ کے چند لوگ آکر نائیجیریا کے شمال میں بسے۔ وہ کون تھے اور کس خاص مقام کو چھوڑ کر اس طرف آئے تھے اسکے متعلق کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ سینہ بہ سینہ محفوظ رہنے والی کہانیاں سنانے والے بوڑھے لوگ کہتے ہیں کہ ان دنوں اس علاقہ میں رانیاں راج کیا کرتی تھیں اور جب یہ نو وارد یہاں پہنچے تو اس علاقہ کے ایک کنوئیں پر ایک سانپ نے ڈیرا جما رکھا تھا جس کی وجہ سے پانی لینے والوں کو بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ نو واردین کے سردار نے جس کا نام بادو Bawo بتایا جاتا ہے۔ ہمت کر کے اس سانپ کو مار ڈالا۔ اس علاقہ کی رانی بادو کی بہادری سے اس قدر خوش ہوئی کہ اس نے اسے شادی کا پیغام بھیج دیا۔ ایک نو وارد کے لئے اس سے بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہو سکتی تھی کہ پرائے دیس میں جاتے ہی وہاں کی رانی اپنے ساتھ شادی رچاتے ہوئے اس کا استقبال کرے۔

اس رانی کے بطن سے سات بیٹے پیدا ہوئے (بعض کا خیال ہے۔ چھ بیٹے تھے) جنہوں نے جوان ہو کر اپنے اپنے نام پر ایک ایک ریاست بسائی۔ انہی ریاستوں میں سے ایک کا نام کانو ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رانی نے خود بادو کے ساتھ شادی نہیں کی تھی بلکہ اپنی لڑکی کو بادو سے بیاہا تھا۔

سینہ بسینہ محفوظ رہنے والی کہانیاں کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک واقعہ کے متعلق کئی پہلو اختیار کر لیا کرتی ہیں یہی حال اس واقعہ کا ہے۔ رانی یا اسکی لڑکی اور بادو کی شادی کے علاوہ اور بھی کئی کہانیاں مشہور ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ بادو بورنو BORNU کے بادشاہ کا غلام تھا۔ جس نے شمالی نائیجیریا کی بعض ریاستوں (جن کا نام ہاؤسا لینڈ HAUSA LAND ہے) کا گورنر بنا کے بھیجا تھا۔ ان میں سے کوئی روایت بھی مصدقہ نہ ہونے کے باعث کسی ایک روایت کی طرف کانو کے نام کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ان سب روائتوں میں جو بات مشترک ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص کانو نامی نے اس شہر کی بنیاد ڈالی تھی۔

صنعت و حرفت

کانو کی صنعتی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا بانی کانو صناع تھا۔ اور اس نے یقیناً اپنی زندگی میں اس شہر میں مختلف قسم کے صناع بسائے ہونگے اور ان کی تیار کردہ اشیاء کو قریب کی ریاستوں میں جو بعض روایات کے مطابق اس کے بھائیوں نے بسائی تھیں اور جہاں مختلف ضروریات زندگی اور غلاموں کی تجارت ہوتی تھی تجارت کے لئے بھیجا جاتا ہوگا۔ کہتے ہیں کانو کے تمام بھائیوں کا ذریعہ معاش تجارت اور صنعت تھا۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے علاقہ میں اپنے اپنے شعبہ کو فروغ دیا اور اگر آج بھی ان علاقوں کی تجارت اور صنعت و حرفت پر غور کیا جائے تو ان علاقوں کو کانو کے تمام بھائیوں کے ناموں کے ساتھ منسوب کیا جا سکتا ہے۔

گوبر (Gobir) کی ریاست جو شمال مغرب میں واقع ہے۔ بعض قبیلوں کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے فوجی روح کی حامل ہے۔ اور اپنی روایات کو برقرار رکھے ہوئے۔

کانو اور رانو (Kano & Rano) کے علاقوں میں لوہا لکڑی اور روئی کی بہتات کی وجہ سے یہ دو نو ریاستیں اپنے آپ کو لوہا لکڑی اور روئی سے سامان تجارت تیار کرنے میں مصروف رکھنے لگیں۔

کاٹسینا (KATSINA) اور دورا (DAURA) وہ علاقے ہیں جہاں شروع شروع میں کاروانوں نے آنا شروع کیا تھا وہ لوگ صحرا پار کی اشیاء یہاں فروخت کر کے یہاں سے کانو اور رانو کی بنی ہوئی اشیاء خرید کر واپس لے جایا کرتے تھے۔ زاریا ZARIA باوجود شمالی علاقہ میں ہونے کے چونکہ جنوبی علاقہ کی سرحد پر تھا اور یہاں غلاموں کی تجارت میں سہولت تھی۔ زاریا کے لوگوں نے اپنے آپ کو غلاموں کی تجارت میں مصروف کر لیا چنانچہ زاریا کے علاقہ کے لوگ دوسری ریاستوں سے صنعت و حرفت کی اشیاء لیکر اپنے غلاموں کو ان کے ہاں فروخت کیا کرتے تھے۔ یہ طریق حال ہی میں بدلا گیا ہے۔ ورنہ اس سے قبل سینکڑوں سالوں تک غلاموں کی اس طرح تجارت ہوتی رہی ہے۔

اگرچہ کانو کی بنائی ہوئی اشیاء کاٹسینا اور دورا میں بھی فروخت ہوتی تھیں۔ لیکن بعد میں انہی اشیاء کو کم قیمت حاصل کرنے کی کوشش میں خریداروں نے ان اشیاء کو کانو جا کر خریدنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے کانو دن بدن ترقی کرنے لگا۔

تجارت و صنعت و حرفت کی مندرجہ بالا تقسیم کے آثار ابھی تک نمایاں ہیں۔ لیکن چونکہ روایات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ان ریاستوں کے ناموں اور ان کے بسانے والوں کے ناموں کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ کہنا بے سود ہے۔

بہر حال شمالی علاقہ کی ریاستوں کے متعلق ایسی ہی روایات مشہور ہیں۔ جن کو اگرچہ تاریخی حیثیت تو نہیں دی جا سکتی۔ لیکن کلی طور پر نظر انداز کرنا بھی ان علاقوں کی صحیح تاریخ کی تحقیق کے ایک پہلو سے گریز کرنے کے مترادف ہے۔

لوہے کی صنعت

کانو کے شمال میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جس کا نام ڈلا (Dalla) ہے۔ جہاں کانو آباد ہونے سے قبل سطح کے قریب ہی سے لوہا نکالا جا سکتا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس پہاڑی میں لوہے کی موجودگی کا علم ہونے پر قریب ہی کے ایک شہر Gaya (جو مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر ہے) سے بعض لوگ جو لوہار کے پیشے میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ یہاں آئے۔ اور چونکہ ان کے سردار کا نام کانو تھا۔ اس پہاڑی کے قریب جہاں انہوں نے کام شروع کیا۔ کانو کے نام پر ایک شہر آباد ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو "آباگیاوا" (Abagayawa) کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ چنانچہ اس قوم کے لوگ ابھی تک کانو میں پائے جاتے ہیں۔

کانو آباد کرنے والوں کا مذہب

یہ لوگ جو گیا سے یہاں آکر آباد ہوتے تھے۔ ایک درخت شموز (Shamuz) کی پرستش کرتے تھے۔ اپنے مذہبی رہنماؤں کے متعلق ان کا یقین تھا۔ کہ ان کو بڑی بڑی طاقتیں حاصل ہیں۔ چنانچہ ایک مذہبی رہنما کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنی چھڑی کے ساتھ ہاتھی کا شکار کیا کرتا تھا۔ اور شام کو خود ہی اس کو اٹھا کر رات کے کھانے کیلئے گھر لے آیا کرتا تھا۔ تیوہاروں پر مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لئے کالے رنگ کا بیل ذبح کیا جاتا تھا۔ کالے رنگ کا بیل یا گائے ذبح کرنا آج بھی نیک بختی کا شگون سمجھا جاتا ہے۔

حکومت کی تاریخ

اگرچہ ہر قبیلہ یا علاقہ میں کسی نہ کسی رنگ کی حکومت تو اس وقت سے رواج پذیر ہے۔ جب سے کہ بنی نوع انسان نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل جل کر اپنے کو شعار بنایا۔ لیکن باقاعدہ حکومت جسے ہم آجکل کے نظریئے کے مطابق حکومت کہہ سکتے ہیں مختلف علاقوں میں مختلف اوقات میں رائج ہوتی ہے۔ چنانچہ کانو کا سب سے پہلا بادشاہ جس کو پوری تحقیق کے بعد تاریخ کے اوراق میں جگہ دی جا سکتی ہے۔ پاس ہی کی ایک ریاست دورا (DAURA) کے کسی شخص نامی "بایا جدا" (BAYA JIDDA) کا پوتا بیگوڈا BAGODA تھا ۹۹۹ء کے قریب قریب اس کی حکومت کا زمانہ شمار کیا جاتا ہے۔

اس وقت کانو ایک معمولی سا قصبہ تھا لیکن اس باقاعدہ حکومت کے زیر اثر اس قصبہ کی آبادی میں ترقی اور ضروریات زندگی کے حصول میں زیادہ آسانی پیدا ہونی شروع ہو گئی اگرچہ اس ترقی کا کوئی خاص وقت تو مقرر نہیں کیا جا سکتا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ترقی کی یہ منازل ایک ایک کر کے ارتقائی صورت میں طے کی گئی ہیں۔ لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ کہ بیگوڈا کی حکومت کے حسن انتظام سے اس ترقی کی داغ بیل پڑی۔

تیسرے حاکم سے لے کر پانچویں حاکم کے عہد حکومت میں کانو کے ارد گرد حفاظت کے لئے بہت بڑی دیوار بنائی گئی۔ اگرچہ یہ چار دیواری گارے ہی کی تھی۔ لیکن اس زمانے کے لحاظ سے بہت مضبوط تھی۔ اور آس پاس کے گاؤں کے لوگوں کو حملہ کرنے میں رکاوٹ کا سامان مہیا کرتی تھی۔ یہ بارھویں صدی عیسوی کا واقعہ ہے۔

طرزِ حکومت

اگرچہ اس وقت کوئی معین طرزِ حکومت تو نہ تھا۔ لیکن یہاں کی تاریخ کے بکھرے ہوئے اوراق اس بات کی سند ضرور مہیا کرتے ہیں۔ کہ بادشاہ صرف نام کے بادشاہ ہوتے تھے۔ اور ان لوہاروں کی ہدایات کے ماتحت حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ جو ذلا سے آکر یہاں بسے تھے دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے۔ کہ بادشاہ کی موجودگی کے باوجود وہاں کے صناع ہی حکمران تھے۔

ان لوہاروں کا علیحدہ مذہب تھا لیکن یہ کسی کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے آٹھویں بادشاہ تک ان کا اور ان کے بادشاہ کا مذہب مختلف تھا۔ نویں بادشاہ کو غالباً اسکی اپنی خواہش کے مطابق لوہاروں کے مذہب میں داخل کر لیا گیا تھا۔ لیکن کسی شخص "زمناگادر" نامی نے قتل کر کے اس کی لاش کو چھپا دیا لاش کو چھپا دینے کی وجہ سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ زمناگادر نے اس بادشاہ کے گوشت کا کوئی حصہ کاٹ کر کھا لیا ہے اور اس بات کو چھپانے کے لئے اس کی لاش کو کہیں گم کر دیا ہے۔

"زمناگادر" کا اس طرح انسانی گوشت کھانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ وہ لوگ انسانی گوشت کو خوراک کی صورت میں بھی کھا لیا کرتے تھے۔ دراصل ان دنوں یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اگر کسی بڑے آدمی کو قتل کر کے اس کے گوشت کا کوئی حصہ کاٹ کر کھا لیا جائے۔ تو اس بڑے آدمی کی بعض خوبیاں اس گوشت کھانے والے میں سرائت کر جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بڑا آدمی بن جاتا ہے۔

کانو اور اسلام

بورنو Bornu کا علاقہ تقریباً سنہ [illegible]ء میں حلقہ بگوش اسلام ہوا تھا کانو کے باشندے ابھی تک بت پرست تھے۔ اور بورنو کے اسلام لانے کے تین سو سال بعد بھی کانو اپنی پہلی حالت پر ہی رہا۔ بورنو کے لوگ حبشی بت پرستوں کی سختیوں کی وجہ سے مغرب کی جانب نہ بڑھ سکے چنانچہ ان کو یہ شرف نصیب نہ ہوا۔ کہ کانو اور اس کے آس پاس کی دیگر ریاستوں کو پیغام اسلام پہونچائیں۔ کانو کو مسلمان کرنے کا سہرا فلانیوں (فلانی ایک قبیلہ کا نام ہے) کے سر ہے۔ جو (MELLE) کے رہنے والے تھے۔ "MELLE" نائیجیریا کی حدود سے باہر مغرب کی طرف ٹمبکٹو کے قریب واقع ہے لکھتے ہیں کہ جس حاکم کے زمانے میں کانو کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس کا نام یاجی YAJI تھا۔ اس نے اسلام قبول کرتے ہی تھوڑے سے عرصہ میں بہت سی مسجدیں بنوا ڈالیں۔ اور خدا تعالےٰ نے بھی ان کے ایمانوں کو پختہ کرنے کے لئے بہت سے نشانات دکھائے۔

اگرچہ اس وقت تک بعض فلانی کانو کے گرد و نواح کی ریاستوں میں آکر بود و باش اختیار کر چکے تھے۔ لیکن پندرھویں صدی میں کانو کے انیسویں حاکم کے عہد میں فلانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد MELLE کو چھوڑ کر مشرق کی طرف جانا شروع ہو گئی۔ ان لوگوں کی اکثریت تو بورنو میں چلی گئی۔ لیکن کانو اور اس کے گرد و نواح کی ریاستوں میں جانے والوں کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ یہ تمام لوگ اسلامی علوم اور اس وقت کے علوم جدیدہ سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ وہ جہاں بھی گئے علمی فضا پیدا کرنے کا باعث ہوئے۔

ان دنوں کانو اور اس کے گرد و نواح میں امن و امان کا دور دورہ تھا۔ مشرق اور شمال کی طرف سے عرب اسلامی نور سے منور دل لے کر خدائے عزوجل کا پیغام پہنچانے کے لئے ان علاقوں میں آتے۔ اور وہ مختلف علاقوں کے تمدن آپس میں ملکر ایک ایسی فضا پیدا کر دیتے تھے۔ جس میں زندگی بسر کرنا اس زمانہ کے لوگوں کے لئے باعث فخر تھا۔

ان حالات میں کانو اس قدر وقعت حاصل کر چکا تھا۔ کہ مغربی افریقہ میں سیاحت کرنے والے اس شہر کو دیکھنے کے لئے بہت دور دور سے آتے تھے۔ اور یہاں کی علمی صنعتی اور تجارتی کامیابی کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔

یہ کانو کے اوائل ایام کی مختصر سی تاریخ ہے۔ اس کے بعد یہاں کی سرزمین نے فتح و شکست کے کئی مناظر دیکھے۔ جن کی تفصیل میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ ان حکمرانوں کی تاریخ جن کے عہد میں اسلام نے ترقی کی۔ اور یہاں کے علاقوں کے تہذیب و تمدن کو اسلامی سانچے میں ڈھالا آئندہ کسی فرصت میں پیش کرنے کی کوشش کی جائیگی انشاءاللہ

قادیان کا پولنگ پروگرام

حلقہ مسلم تحصیل بٹالہ کے ووٹروں کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ قادیان کے ووٹروں کا پولنگ مردوں کے واسطے ۲ فروری و ۴ فروری و ۵ فروری ۱۹۴۶ء مقرر ہوا ہے۔ اور عورتوں کے واسطے ۵ فروری و ۶ فروری و ۷ فروری ۱۹۴۶ء مقرر ہوا ہے۔ یہ تاریخیں صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جن کا ووٹ قادیان میں درج ہے۔ تحصیل بٹالہ کے باقی ووٹروں کے لئے دوسری تاریخیں مقرر ہیں۔ پس قادیان کے مرد ووٹروں کو یکم فروری ۱۹۴۶ء کی شام تک قادیان پہنچ جانا چاہیئے۔ اور مستورات کو ۴ فروری کی شام تک۔ مرد اور عورتوں کے لئے جو تین تین دن مقرر ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ وہ ان تین دنوں میں سے جس دن چاہیں ووٹ دے سکتے ہیں۔ بلکہ ہر دن کے لئے سرکاری طور پر علیحدہ علیحدہ ووٹر مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ پس پولنگ سے ایک دن قبل قادیان پہنچ جانا ضروری ہے۔

خاکسار: مرزا بشیر احمد ۴۶/۱/۲۲

۲۰ فروری کو ہر جگہ یوم مصلح موعود منایا جائے

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بمقام ہوشیارپور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لمبے چلّہ کے بعد پیشگوئی مصلح موعود فرمائی۔ اس پر دشمنانِ احمدیت نے جتنا شور مچایا۔ وہ دنیا جانتی ہے لیکن خدا کے مونہہ کی باتیں آخر پوری ہوئیں۔ ہمارے پیارے امام ہمارے پیارے آقا کو خدا نے اپنے کلام سے نوازا۔ وہ نشانات اس کے ذریعہ پورے کئے اور مامور کرنے سے قبل اس کے افعال اور کردار سے آثار دکھائے۔

اس عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا زبردست نشان۔ احمدیت کی حقانیت و اسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔

ایک ایک فقرہ اپنے اندر ایک نشان رکھتا ہے۔ اس ہر نشان کو تفصیل کے ساتھ مسلم و غیر مسلم بھائیوں پر واضح کیا جائے۔ ہر جماعت اپنی اپنی جگہ پبلک جلسے کرے۔ اور تقاریر کا انتظام کرے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

انگلستان میں تبلیغ اسلام

نئے مجاہدین کی وجہ سے بفضل خدا میدان تبلیغ وسیع ہو رہا ہے

احمدیہ مشن لنڈن میں تشریف لانے والوں کی کثرت

زائرین کی تشریف آوری

جب سے ہمارے نئے مجاہدین احمدیہ مشن لنڈن میں تشریف لے گئے ہیں احمدیہ مشن لنڈن میں آنے والوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ اور اس طرح تبلیغ کا حلقہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے چنانچہ جناب مولوی جلال الدین صاحب انچارج تبلیغ لنڈن اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

پروفیسر ہیورتھ ڈن لنڈن یونیورسٹی کے اورنٹیل سکول میں عربی زبان کے پروفیسر ہیں۔ مصر اور دیگر عربی ممالک میں پندرہ بیس سال رہ چکے ہیں۔ شیخ ناصر احمد صاحب نے انہیں مسجد آنے کے لئے دعوت دی۔ چنانچہ ۵ دسمبر کو وہ اپنے دس طالب علموں سمیت جو مختلف ممالک کے تھے تشریف لائے انہیں مسجد دکھائی گئی اور مسجد کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ پروفیسر ہیورتھ نے دریافت کیا کیا مسجد ووکنگ اور یہ مسجد احمدیہ جماعت نے ہی بنائی ہیں؟ میں نے کہا تفصیلی حالات ملاقات کے کمرے میں عرض کرونگا۔ ہم مسجد سے ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ اور میں نے آدھ گھنٹہ میں خواجہ کمال الدین صاحب کے یہاں آنے اور مسجد ووکنگ کے حالات بیان کر کے مسیح کی آمد ثانی کے متعلق پیشگوئی اور اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں پورا ہونا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں اور حضرت خلیفہ اول اور ثانی کا ذکر کیا۔

مرد و عورت کے حقوق

مسجد میں آنے والے طالب علموں کا ذکر کرتے ہوئے جناب مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

بعض طالب علموں کے سوال پر مرد و عورت کے حقوق پر بحث شروع ہو گئی میں نے نئے عہد نامہ سے عورتوں کے حقوق کے متعلق حوالے بیان کئے۔ کہ مرد عورت کا سر ہے۔ اور اُسے چرچ میں سوال تک پوچھنے کی اجازت نہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی کو تعلیم دے سکتی ہے۔ ان حوالجات کو سنکر ایک لڑکی نے جو امریکن تھی کہا۔ کیا یہ انجیل ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری ہے۔ انہوں نے اور بھی سوالات کئے جن کے جوابات دیئے۔ دس طالب علموں میں سے دو لڑکیاں تھیں۔ جب واپس جانے لگے تو ایک لڑکی نے مصافحہ کرنا چاہا۔ میں نے مصافحہ نہ کیا اس پر مساوات کا سوال اٹھا۔ میں نے انہیں حیفا کا اپنا واقعہ سنایا۔ جن دنوں میں حیفا میں مقیم تھا۔ وہاں ایک امریکن مشنری پہنچا میں اس سے ملنے کے لئے گیا۔ اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس کے ہاتھ بڑھانے پر میں نے مصافحہ نہ کیا۔ کچھ دیر کے بعد دوران گفتگو میں اس مشنری نے کہا کہ اسلام عورت کو مرد کی طرح مساوی حقوق نہیں دیتا۔ کیونکہ آپ نے مجھ سے تو مصافحہ کیا لیکن میری بیوی سے نہیں کیا۔ میں نے کہا اسلام نے اس حکم میں مردوں اور عورتوں میں مساوات رکھی ہے۔ اگر کوئی مرد مسلمان عورت سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو وہ انکار کر دے گی اور مصافحہ نہیں کرے گی۔ پس مصافحہ کے متعلق اسلام کا قانون مرد و عورت کے لئے یکساں ہے۔ اس سے وہ سمجھ گئے۔ ایک طالب علم مسٹر کینیڈی نے کہا کہ وہ پھر آنا چاہتا ہے۔ اور اپنے ساتھ ایک اور خاتون کو لانا چاہتا ہے۔ جو مسجد دیکھنے کی خواہاں ہے۔

عراق میں جانے والے ایک مشنری سے گفتگو

مسٹر کینیڈی جو سکاچ چرچ مشن سوسائٹی کی طرف سے عراق جانے والے ہیں مع ایک مشنری خاتون جو افریقہ جا رہی تھی مسجد میں آئے چونکہ وہ جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس کی مصنفہ کتاب "اسلام" کا مطالعہ کر کے آئے تھے۔ اس لئے انہوں نے چند سوالات پوچھنے چاہے۔ جس کی انہیں اجازت دی گئی۔ اس پر انہوں نے پہلا سوال یہ کیا۔ کہ آپ نے استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ کی پیشگوئی حضرت محمدؐ پر لگائی ہے۔ حالانکہ اس پیشگوئی میں یہ لفظ نہیں کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا۔ تمہارے وسط سے تمہارے بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی مبعوث کریگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا۔ جناب مولوی صاحب نے سیاق و سباق سے ثابت کیا کہ آنیوالا نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ ان کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل سے ہوگا۔ اور یہ لفظ جو آپ نے پندرھویں (آیت) میں بیان ہوتے ہیں۔ "تمہارے وسط سے آئیگا"۔ آیت نمبر ۱۸ میں چھوڑ دیئے گئے ہیں اور صرف "تیرے بھائیوں" کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم یہ الفاظ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتے ہیں۔ کیونکہ مدینہ کے اردگرد یہود کے قبائل آباد تھے۔ اس طرح ان کے وسط سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔ غرض اس پیشگوئی پر تفصیل سے بحث کی۔ ان کے اور سوالوں کے بھی جوابات دیئے۔ آخر وہ بالکل لاجواب ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ ہم ان امور کے متعلق غور کرینگے۔ اور پھر موقعہ ملا تو ملنے کے لئے آئینگے۔

چند اور طلباء

جناب مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب کی دعوت پر مسٹر میلو نائیجیرین جو گورنمنٹ کے انتظام کے ماتحت لنڈن یونیورسٹی کے اورنٹیل سکول میں بی۔ اے آنرز عربی کورس کی سٹڈی کر رہے ہیں۔ دار التبلیغ میں تشریف لائے جن سے میں نے سلسلہ کے متعلق گفتگو کی قرآن مجید اور بخاری سے مسیح موعود کے متعلق پیشگوئیاں بتائیں۔ انہوں نے کہا مجھے احمدیت پر کوئی اعتراض نہیں لیکن میں مالکی رہوں تو کیا ہرج ہے۔ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض تمام فرقوں کو یکجا اور متحد کرنا ہے۔ اور اس شاہراہ پر لانا ہے جس پر خدا کا رسول اور صحابہ قائم تھے۔ اور جس پر چاروں آئمہ چلتے تھے۔ اگر امام مالک بھی اس وقت ہوتے تو وہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے پیرو ہوتے اسکے بعد بھی وہ دو دفعہ تشریف لائے ایک دفعہ ایک سوڈانی طالب علم کو لیکر آئے اور ایک دفعہ نماز جمعہ کے لئے۔ نیز چوہدری صاحب کی دعوت پر ایک مسٹر ایم ایس الیاس جو پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے لنڈن آئے ہیں۔ مسجد دیکھنے کے لئے آئے۔ ان سے سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی اور مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا۔ دوسرے مسٹر سیف الدین اور ان کے ہمراہ دو فلسطینی طالب علم اور مسٹر پراشرایم آر مسٹو ڈنٹ بھی آئے۔ جن سے سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی اور مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا۔

خانصاحب سیٹھ دوست محمد الہ دین مسجد لنڈن میں

خانصاحب سیٹھ دوست محمد الہ دین صاحب نے جو ہمارے مکرم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے بھتیجے ہیں۔ ایک روز پارک لین ہوٹل سے ٹیلیفون کیا۔ کہ وہ ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور مسجد میں نماز بھی ادا کرینگے۔ ۲۲ دسمبر کا دن مقرر کیا گیا۔ میں نے اس خیال سے کہ سیٹھ صاحب کا چند انگریز احمدی دوستوں سے تعارف کرایا جائے مندرجہ ذیل دوستوں کو مدعو کر لیا۔ مسٹر عثمان سٹن مسٹر منیر احمد سٹن۔ مسٹر خالد ڈکسن مسٹر عبداللہ ڈبلیو مع اپنے لڑکے عمر ویلز کے۔ مسٹر بشیر الدین پلینر ٹیس مسٹر ظفر اللہ کورخ اور ان کے علاوہ کیپٹن لطیف آرنلڈ کو بھی بلا لیا سیٹھ صاحب اپنے دوست نواب شیخ فتح علی اکبر کے ہمراہ تشریف لائے۔ انگریز احمدی دوستوں سے ان کا تعارف کرایا۔ کچھ دیر سیٹھ صاحب نے ان سے گفتگو کی۔ اس کے بعد انہیں ساتھ کا مکان دکھایا۔ جو اس سال خریدا گیا ہے۔ قیمت معلوم کرنے پر کہنے لگے آپ نے تو مفت ہی لے لیا۔ اب کونسل نے اسکی مرمت کرائی ہے۔ اور اس میں پانچ فلیٹ بنا دیئے ہیں۔ موجودہ حالت میں اس کی قیمت تگنی ہو گئی ہے۔ بہت اچھے وقت میں خرید لیا گیا۔ پھر سب نے مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی۔ مسٹر بشیر الدین پلینر ٹیس اور مسٹر منیر احمد سٹن نے اذان اور تکبیر کہی۔ نماز کے بعد سب نے چائے پی۔ سیٹھ صاحب نے فرمایا۔ مجھے یہاں آکر بہت ہی خوشی ہوئی ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ مسجد کی مرمت پر جو خرچ ہو وہ مجھے لکھیں انشاء اللہ تعالےٰ میں ادا کرونگا۔ ان کی اس زیارت کے متعلق ایک نوٹ اخبار ونڈزور تھ برو نیوز میں زیر عنوان Indian Industrialist's visit شائع ہوا۔ دوستوں سے تمام مجاہدین کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

کیا پنڈت دیانند صاحب دوسروں کیلئے عملی نمونہ ہو سکتے ہیں؟

کئی لوگوں نے پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج کے جو سوانح حیات پبلک میں لانے کے لئے اکٹھے کئے۔ ان کے متعلق اگرچہ بعض آریہ مصنفوں کو بھی شکایت ہے۔ کہ انہوں نے اس معاملہ میں یک رخی سے کام لیا ہے۔ اور پبلک کو پنڈت جی کے متعلق آزادانہ رائے قائم کرنے کا موقعہ نہیں دیا۔ تاہم آریہ صاحبان کے نزدیک پنڈت جی کا جو روشن پہلو ہے۔ اگر اسی کا مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی جو شخصیت آج ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ وہ اصل سے کہیں مختلف ہے۔ اگرچہ پنڈت جی کے اولین شاگردوں نے ان کو صرف ایک اپدیشک یا آچاریہ کی حیثیت دی۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۶۸) مگر آج ان کے اندھ وشواسی ان کو اس یگ کا دیوتا اور گورو (آریہ گزٹ ۱۲ اگست ۱۹۲۵ء) قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ گورو کے لفظ سے پنڈت جی کو سخت چڑ تھی۔ اور ان کا دعویٰ تھا۔ کہ گورو آدی پنتھوں کو چھن بھن کرنے آئے تھے۔ نہ کہ خود گورو بن کر ایک نیا پنتھ قائم کرنے (جیون چرتر پنڈت دیانند صفحہ ۳۱۳) کوئی ان کو پیغمبروں کے برابر (پرتاب ۲۱ اگست) مان رہا ہے۔ کوئی ان کو پرماتما کی طرف سے بھیجا ہوا اور سری کرشن جی کے ذریعہ کئے جانے والے کام از خود ان کے ذمہ لگا رہا ہے۔ (آریہ سماج ہندی صفحہ ۵۵) حالانکہ "انہوں نے اپنے الہام کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ نہ پیغمبر بنے اور نہ اوتار کہلائے۔" (آریہ سماج کا اتہاس جلد ۲ صفحہ ۲۷۴) انہوں نے کبھی بھی اور کہیں بھی دعویٰ نہیں کیا کہ

[illegible]

[illegible]

کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مصنف آریہ سماج جوالا پرشاد صاحب کا خیال ہے۔ اور مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔ تاہم ایک محقق کے دل میں خیال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر پنڈت جی کی کیا شخصیت تھی۔ اور انہوں نے کیا کارہائے نمایاں کئے۔ جن کی وجہ سے آج ان کو یہ بن مانگی پدویاں مل رہی ہیں۔

پنڈت جی کا گھر سے بھاگنا

پنڈت جی کی پبلک زندگی سمت ۱۹۰۳ بکرمی سے شروع ہوتی ہے۔ جبکہ وہ گھر سے چوری بھاگے۔ معلوم ہوتا ہے۔ والدہ کی نسبت ان کے والد ان کے عادات و خیالات سے زیادہ واقف تھے۔ وہ ان کو علیحدہ یا گھر سے باہر رہنے کی اجازت نہیں دیا کرتے تھے۔ مگر پنڈت جی اب جوان ہو رہے تھے۔ اور کسی نہ کسی طرح گھر سے نکل جانا چاہتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں ایک روز سائنگ کال (شام کے وقت) میں بلا اطلاع غیرے گپ چپ گھر سے باین امید کہ پھر کبھی واپس نہ آؤں گا چل نکلا"۔ (خود نوشت سوانح عمری پنڈت دیانند صاحب صفحہ ۸) اس وقت آپ کی عمر ۲۱ سال کے لگ بھگ تھی۔ قریباً $\frac{15}{16}$ سال بغیر کسی خاص مقصد و مدعا کے گیروے کپڑے پہنے ہاتھ میں تونبہ لئے جنگلوں اور دریاؤں کے کنارے عام گداگر سادھوؤں کے ساتھ پھرتے رہے۔ ان پاکھنڈی سادھو سنیاسیوں کی ناگفتہ بہ حالت کا کچھ خاکہ پنڈت جوالا پرشاد صاحب مصنف آریہ سماج نے صفحہ ۲۲ پر کھینچا ہے۔ نوجوانوں کو یہ لوگ اپنی ٹھگ ودیا سے نتیجہ پرتی بہکایا کرتے تھے۔ پنڈت جی بھی کئی بار ایسے سادھوؤں سے ٹھگے گئے۔ پاکھنڈی سادھوؤں کے ایک گروہ میں پنڈت جی مل بھی گئے (صفحہ ۱۰)۔ انہوں نے کہیں سے ایک عورت بھی اپنے قابو میں کر رکھی تھی۔ (جیون چرتر صفحہ ۱۰) پنڈت جی بھی برسوں انہی لوگوں کے رنگ میں رنگے رہے۔ اور بعض بری عادتوں کا شکار بھی ہو گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گورو درجانند کی شاگردی سے پنڈت جی نے ودیا حاصل کی۔ درجانند بیچارے نابینا تھے۔ ان کا علم بھی کسی صورت میں مکمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ رنگا چاریہ کے ساتھ ایک مباحثہ میں گرامر کے ایک مسئلہ پر شکست کھا جانے کی وجہ سے علماء سنسکرت سے ان کو سخت عداوت ہو گئی تھی۔ بلکہ بعض کتب گرامر سے بھی ان کو سخت گھن ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اپنے شاگردوں سے کومُدی (گرامر کی ایک کتاب) کو روزانہ جوتے لگوایا کرتے تھے۔ اور غالباً پنڈت جی نے بھی یہ سعادت حاصل کی۔ (آریہ سماج ہندی صفحہ ۳۲) دوسرے یہ کہ دو اڑھائی سال کی شاگردی میں $\frac{37}{38}$ سال کا پنڈت دیانند صاحب کی عمر کا سادھو کیا کچھ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ مگر اس شاگردی کے بعد بھی تو ان کی اوستھا انشچت رہی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ستیہ دھرم کی کھوج میں ضرور تھے۔ سوچ رہے تھے۔ کہ کس مارگ کا اولمبن کیا جائے۔ گویا ابھی تک پنڈت جی کے سامنے کوئی مقصد خاص نہیں تھا۔

پنڈت جی کا مذہب کیا تھا؟

پنڈت جی نے گھر تیاگنے کے بعد ہندوستان کی خوب سیر و سیاحت کی۔ ہر جگہ کے حالات کا اندازہ کیا۔ آخر انہوں نے سنسکرت علم کے مرکز ویدک دھرم کے کیندر ستھان کو چھوڑ کر اپنی قابلیت کا جائزہ لینے کے لئے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بھرمن شروع کیا۔ (آریہ سماج صفحہ ۱۸) سمت ۱۹۲۱ میں گوالیار میں وشنومت کا کھنڈن شروع کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔ اگرچہ "مرے من میں اس دات (شو کی پوجا والی رات) سے فی الحقیقت مورتی پوجا کی شردھا نہیں رہی تھی (جیون چرتر صفحہ ۸) تو بھی گوالیار پہنچ کر" میں نے پرتھم وشنومت کا کھنڈن کر کے شومت (جس کی شردھا فی الحقیقت پنڈت جی کے دل میں نہیں رہی تھی) کی استھاپنا کی۔ جے پور کے راجہ مہاراجہ رام سنگھ نے بھی شومت کو گرہن کیا۔ اس سے شومت کا پھیلاؤ ہو کر ہزارہا اور آکھش کی مالا پڑ گئی" (صفحہ ۲۳) وہاں پنڈت جی نے اپنی شردھا کی پختگی کا خوب مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ مہاراج کو بھی بے دین کر کے رکھ دیا۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے "اجمیر جانے پر شومت کا بھی کھنڈن کرنا آرمبھ کر دیا۔" (صفحہ ۲۳) جب راجہ کی ناراضگی کا علم ہوا۔ تو میں "جے پور چھوڑ کر نکل گیا" (صفحہ ۲۳) ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ چوالیس سال کی عمر تک پنڈت جی کی شنکائیں دور نہیں ہوئیں۔ ایک مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تو دوسرے کی تردید۔ حالانکہ جس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ خود اپنا اس پر اعتقاد نہیں۔ آخر پنڈت جی نے اپنے گزشتہ تمام عقائد پر خط تنسیخ پھیر دیا۔ اور گنگا کے کنارے کنارے گایتری منتر کے جاپ کی مہما پر زور دینا شروع کر دیا۔

سماجوں سے گٹھ جوڑ

پنڈت جی کے دل میں ایک کشمکش ضرور تھی۔ مگر کوئی تسلی بخش راستہ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ کچھ کر گزرنے کی تمنا ضرور تھی۔ مگر وہ دیکھ رہے تھے۔ کہ کتنی دوسری سماجیں قائم ہیں۔ پنڈت جی نے بھی سکول کھولنے کا پروگرام بنایا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ سارا بھائی کی منت کی۔ کہ وہ پرارتھنا سماج کا نام آریہ سماج رکھ لیں۔ کیونکہ یہ نام بھی بہت اچھا ہے۔ مگر انہوں نے ادب سے معذرت کا اظہار کر دیا۔ ہندوستان کے مشہور مذہبی لیکچراروں کو پنڈت جی نے مدعو کیا۔ جن میں سر سید احمدؒ صاحب بھی تھے۔ مگر ان کے ساتھ بھی کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ برہم سماج والوں کی تعریف و توصیف کی گئی۔ مگر انہوں نے مطلقاً کوئی دھیان نہ دیا۔ پنڈت جی نے بھی ان کو ناستک بے دین قرار دے دیا۔ انہی دنوں تھیوسافیکل سوسائٹی کی شاخیں دور و نزدیک پھیلی ہوئی تھیں۔ پنڈت جی نے بہزار خوشی اس سوسائٹی کی ممبرشپ قبول کی۔ (یہ کہنا غلط ہے۔ کہ پنڈت جی کو دعوت شمولیت دی گئی تھی۔ مگر انہوں نے اس کو ویدک دھرم کے خلاف سمجھ کر ان کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ (آریہ گزٹ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۵ء) پنڈت جی نے سوسائٹی کے قواعد و ضوابط کا بخوبی علم رکھتے ہوئے شمولیت اختیار کر لی تھی۔ ۲۹ مئی ۱۸۷۸ء کو اسکاٹ صاحب نے ہریش چندر چنتامن کے نام جو چٹھی لکھی۔ اس میں سوامی جی کی شمولیت پر اظہار خوشنودی بایں الفاظ کیا گیا:۔

ہماری بڑی عزت صرف اس بات سے ہی نہ ہوئی۔ کہ انہوں نے (پنڈت دیانند صاحب نے) ہمارے ڈپلوما کو منظور کر لیا۔ بلکہ اس بات سے بھی ہوئی۔ کہ انہوں نے اپنی رائے کو ہمارے پاس مہربانی کے لفظوں میں ظاہر کر کے بھیجا میں آپ سے بخوبی اس خوشی کو جو کہ ہمارے اور آریہ سماج کے درمیان بھائی چارا ہو جانے سے ہوئی۔ بیان نہیں کر سکتا۔ (جیون چرتر صفحہ ۱۸۹)

یہ ساری خوشی کس بات پر؟ اور کیا بھائی چارہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ پنڈت جی نے ان سے ملنے سے انکار

کر دیا تھا؟ پنڈت جی نے خود ۶ر جولائی ۱۸۷۸ء کو آریہ سماج کے عہدہ داروں کے نام ایک چٹھی سرکولیٹ کی۔ جس میں عام ہدایات کے علاوہ اس سوسائٹی میں شمولیت اختیار کر لینے پر اظہار تشکر بایں الفاظ کیا:-

"چار ہزار سال کے بعد امریکہ سے آج سمبندھ ہؤا ہے اس کو غنیمت سمجھو اور خوب کوشش کرو" (صفحہ ۸۲۵)

اور ۷۸ء میں جو سماج قائم کی گئی اس کا نام بھی تھیوسافیکل سوسائٹی آف آریہ سماج آف دی انڈیا رکھدیا گیا۔ ڈپلومے بنوائے گئے۔ مہریں کھدوائی گئیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا کہ پنڈت جی نے شمولیت سے انکار کر دیا تھا۔ واقعات سے لاعلمی یا حق پوشی ہے غرض کہیں مذمت کا وعظ۔ کہیں شمولیت کی تبلیغ۔ کہیں دونوں کی تردید۔ کہیں برہمو سماج کی تعریف۔ کہیں جملہ مذاہب کے اپدیشکوں کی مجلس کی سرپرستی۔ کہیں پرارتھنا سماج سے پرارتھنا۔ کہیں تھیوسافیکل سوسائٹی سے بھائی چارہ۔ پھر کچھ عرصہ بعد دیگرے سب کو ناستک بے دین ٹھہرانا وغیرہ۔ ان حالات و واقعات میں کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کا اپنا کیا مذہب تھا۔ اور کن عقائد پر ان کو خود وشواس تھا۔ ساری عمر بھرم جال میں گذر گئی۔ مگر اطمینانِ قلب نصیب نہیں ہؤا۔ پھر یہ کس قدر مجہول ہے کہ آج ان کو پیغمبر۔ اوتار۔ اس جگ کا گرو اور کیا کیا درجے دیئے جا رہے ہیں۔ اگرچہ پنڈت لیکھرام نے ان کو صرف اپدیشک ہی کہا ہے۔ مگر اپدیشک بھی تو اپنے ان عقائد کا اپدیش کیا کرتا ہے جن پر اس کا اپنا ایمان و اعتقاد ہو۔ مگر یہاں تو کچھ بھی نہیں۔

دیگراں را نصیحت...

मातृ देवो भव पितृ देवो भव

ماں باپ کو دیوتے سمان جان کر ان کی سیوا کر (تیتریہ اپنشد) ستیارتھ پرکاش (صفحہ ۹۸)

ماں باپ کی خدمت کرنے کا حکم ہر مذہب میں ہے۔ ویدوں میں بھی متعدد مقامات پر ماں باپ کی خدمت اور ان کے احکام کی تعمیل کرنے کا ذکر ہے۔ پنڈت دیانند صاحب نے بھی تیتریہ اپنشد کے الفاظ "ماتری دیوو بھو۔ پتری دیوو بھو" کہہ کر ماں باپ کی خدمت کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ مگر انہوں نے خود کہاں تک اس پر عمل کیا۔ فرماتے ہیں۔ "میں ایک روز سائنگ کال (شام کے وقت) بلا اطلاع غیرے چپ چپ گھر سے بایں امید کہ پھر کبھی گھر واپس نہ آؤں گا چل نکلا" (خود نوشت سوانحعمری صفحہ ۹)

واضح رہے کہ پنڈت جی کے والدین نے انکو باہر نکلنے سے سختی سے منع کیا ہؤا تھا۔ کیا پنڈت جی کا یہ فعل والدین کی اطاعت کہلا سکتا ہے؟ اگر یہ عین فرمانبرداری اور سعادت مندی کا فعل ہے تو نافرمانی کسے کہتے ہیں۔ اور اگر نافرمانی ہے (اور یقیناً ہے) تو اس گناہ کی آریہ سماج کو ڈ میں کیا سزا ہے؟

(۲) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۶۶ پر پنڈت جی فرماتے ہیں "جھوٹ دوسرے کو خوش کرنے کے لئے بھی نہ بولے" مگر خود اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ "ڈھونڈتے ڈھونڈتے جب ان کے والد نے ان کو ایک جگہ چھپے ہوئے اچانک آ پکڑا۔ تو پنڈت جی ڈر کے مارے سہم گئے۔ اور جھٹ باپ کے پاؤں پکڑ لئے اور "پرارتھنا کی کہ میں دھورت لوگوں کے بہکانے میں آ کر اس طرف نکل آیا۔ اور اتینت دکھ پایا۔ آپ شانت ہوں میرے اپرادھوں کو کھشما کریں۔ یہاں سے میں گھر آنے کو ہی تھا۔ اچھا ہؤا آپ آ گئے" (جیون چرتر صفحہ ۱۱)

کیا سوامی جی کا مندرجہ بالا بیان حقیقت پر مبنی ہے؟ کیا سچ مچ دھورت لوگوں کے بہکانے میں آ کر وہ اس طرف نکل آئے تھے؟ کیا واقعی ان کا واپس گھر جانے کا ارادہ تھا؟ کیا یہ سب غلط بیانی والد کے غصہ کو دیکھ کر نہیں کی گئی؟ یقیناً سزا سے بچنے کے لئے پنڈت جی کو یہ طریق اختیار کرنا پڑا۔

(۳) "راست گوئی جو تیرے آتما میں اور زبان میں ہے وہی سچ ہے۔ اور جو اس سے الٹ ہے وہی جھوٹ ہے۔ (منو ۸۳ کے حوالہ سے پنڈت جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۶ پر درج کیا ہے۔) مگر جب والد نے پنڈت جی کی خوب گوشمالی کی تو پنڈت جی فرماتے ہیں کہ "میں نے کہا کہ اب چلوں گا۔ تو بھی میرے ساتھ سپاہی کر دئیے۔ اور انہیں کہہ دیا کہ اس نرموہی کو دم بھر کبھی پر تنک مت چھوڑو۔ اس پر راتری کو بھی پہرہ رکھو۔ پرنتو میں بھاگنے کا اوپائے سوچتا تھا۔ اور اپنے ارادہ میں ویسا ہی مستقل تھا جیسے کہ وہ سعی میں سرگرم تھے۔ مجھ کو یہی فکر تھی۔ اور اس گھات میں تھا۔ کہ کوئی موقعہ بھاگنے کا ہاتھ لگے.... پہرہ والا بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ اور میں اسی سمئے وہاں سے لگھوشنکا (پیشاب) کے بہانہ سے بھاگ کر.... ایک مندر کی شکھر (چوٹی) میں.... چھپ کر بیٹھ گیا" (جیون چرتر صفحہ ۱۱) پنڈت جی کے بھاگنے کا سارا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ اس لئے ان کے اپنے ہی الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ان کا سارا بیان ان کے آتما کی پاکیزگی۔ من اور زبان کی سچائی کا آئینہ دار ہے۔ ایک سائل سوال کر سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص مندرجہ بالا طریق سے چھل کپٹ کر کے گھر سے چوری بھاگ جائے۔ تو آیا اس کا یہ فعل مستحسن ہوگا یا مذموم؟

(۴) پنڈت جی فرماتے ہیں:- "ناصح ہمیشہ شیریں اور مہذب کلام کریں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۷) یہ نصیحت پنڈت جی کے منہ سے کچھ زیب نہیں دیتی۔ تہذیب اور شستگی کے لئے تو ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب۔ اور گجرات کے ایک سائل کے جواب میں پنڈت جی کا جواب نمونہ کے لئے کافی ہے۔ اور شیریں کلامی کے متعلق خود پنڈت جی کے چیلوں کو شکائت تھی۔ کہ ان کا طریق مخاطبت نہایت کرخت تھا۔ ایک بار ایک شخص کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھ کر کہنا ہی پڑا "مہاراج اگر سختی نہ کی جائے تو کیا حرج ہے۔ اس سے اثر بھی اچھا پڑتا ہے"

راؤ کرن سنگھ رئیس برولی پنڈت جی کے درشن کو آئے۔ پنڈت جی نے ان کو دیکھ کر کہا "تم نے چھتری ہو کر چنڈال کی سی آکرتی کیوں کر لی" (صفحہ ۵۷) اس کے جواب میں اس رئیس نے پنڈت جی کو گالیاں دیں۔ ایک شخص نے باادب عرض کیا۔ مہاراج کرسی ادھر کر لیں۔ یہ صاحب (ایجنٹ گورنر جنرل) آپ لوگوں کو دیکھ کر خفا ہوئے ہیں۔ پنڈت جی نے کہا ہم تو یہی چاہتے ہیں۔ چنانچہ کرسی کو اور آگے بڑھا کر بیٹھ گئے (صفحہ ۴۹)

"راؤ کرن سنگھ سے کہا کہ تم کیسے چھتری ہو جبکہ تمہارے سامنے مہاپرشوں کو نچاتے ہیں۔ اگر تمہاری بہن بیٹی کو کوئی نچائے۔ تو کیا برا مانو۔ اس پر تکرار ہو گئی۔ بلدیو داس تلوار لے کر کھڑا ہو گیا۔ مگر پنڈت جی نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ وہ پتھر کی زد سے بچ گیا"۔ (صفحہ ۶۰)

"پنڈت جی کی سخت کلامی سے تنگ آ کر کچھ لوگ مقابلہ کے لئے آئے۔ پنڈت جی نے کہا دو آدمیوں کا مونڈھا توڑنے کو تو ہم کافی ہیں"۔ (صفحہ ۱۱۴)

لکھا ہے کہ راجہ صاحب بنارس نے پنڈت جی کو رام لیلا دیکھنے کے لئے بلایا۔ تو پنڈت جی نے درجواب کہلا بھیجا۔ کہ یہ تو لونڈے بازوں کا کام ہے (صفحہ ۱۲۱)

(۵) منشی اشیاء کا استعمال عیب ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۴) بھنگ پینا نفسانی لذتوں سے پیدا ہونے والے عیبوں میں سے ایک عیب ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۳) مگر پنڈت جی فرماتے ہیں کہ "مجھے بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہو گئی۔ چنانچہ بعض اوقات اس کے اثر سے میں بالکل مدہوش ہو جایا کرتا تھا" (جیون چرتر صفحہ ۱۹) آریہ صاحبان جواب دیں۔ کہ بھنگ پینے والے کو کوئی پاپ ہوتا ہے یا نہیں؟

ننگن سوامی

"پنڈت جی صرف ایک لنگوٹی میں رہا کرتے تھے لنگوٹی باندھ کر نہاتے۔ پانی سے باہر آ کر اسے کھول کر دھوپ میں ڈال دیتے۔ پنڈت جوالا پرشاد صاحب کو پنڈت جی کے پہلی بار درشن اسوقت ہوئے جبکہ پنڈت جی گنگا میں نہا کر نگن (ننگے) ہو کر بیٹھے ہوئے تھے"۔ لنگوٹی سوکھ رہی تھی۔ (صفحہ ۶۲)

پنڈت دیانند صاحب کی زندگی کا یہ ایک مختصر سا خاکہ بیشتر ان کے اپنے ہی الفاظ میں اور کہیں بعض دیگر آریہ مصنفوں کی مستند کتب سے پیش کیا گیا ہے ۲۱ سال کا نوجوان گھر سے چوری نکل بھاگتا ہے۔ سولہ سترہ برس تک بغیر کسی مقصد و مدعا کے مخرب اخلاق اور نام کے سادھو سنیاسیوں میں بعض وقت انکے ہی رنگ میں رنگین ہو کر (جیون چرتر صفحہ ۱۵) گزارتا ہے۔ آخیر عمر تک مذہب کے بارہ میں شرح صدر نہیں ہوتا ہاں دنیاوی لحاظ سے بوجہ رنگ برنگی مجلسوں میں حصہ لینے کے کافی تجربہ ہو جاتا ہے۔ طریق مخاطبت سخت اور غیر محتاط مخالفوں کیلئے لٹھ لیکر کھڑے ہو جانے والا۔ پتھر اٹھا کر مارنے والا (صفحہ ۶۰) حقہ

تمباکو کے نقصانات

احباب جماعت کو اس موذی مرض سے بچنا چاہیئے

(۱)

مختلف ملکوں میں تمباکو کا استعمال حد سے بڑھ گیا ہے۔ ہمارے ملک کے ہندو مسلمان بچے بوڑھے امیر غریب مرد و عورت سب اس کا شکار ہیں۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے۔ کہ تمباکو کا استعمال صحت کے لئے نہایت مضر ہے۔ اور یورپ اور امریکہ کے نامور محققوں اور ذی علم و مستند ڈاکٹروں کی تحقیقات سے تمباکو دشمن زندگی ثابت ہو چکا ہے۔ جنہوں نے اس کے متعلق وسیع ریسرچ کی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ دنیاوی ڈاکٹروں اور محققین کی تحقیقات اور آراء کا ذکر کیا جائے روحانی طبیب اعظم۔ اور موجودہ زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض ارشادات اس بارہ میں بیان کر دینے احباب جماعت کے لئے یقیناً مفید اور مؤثر ہوں گے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) حقہ نوشی کے متعلق ذکر تھا۔ حضور نے فرمایا "اس کا ترک اچھا ہے۔ یہ ایک بدعت ہے اس کے پینے سے منہ سے بو آتی ہے"

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء)

(۲) فرمایا " حدیث میں آیا ہے ومن حسن الاسلام ترکہ مالا یعنیہ یعنی اسلام کا حسن یہی ہے۔ کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑی جائے ..... اسی طرح یہ پان۔ حقہ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ انسان ان چیزوں سے پرہیز کرے کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرض محال نہ ہو۔ تو بھی اس سے ابتلا آ جاتے ہیں۔ اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جائے تو روٹی تو ملے گی۔ لیکن بھنگ چرس یا اور منشی اشیاء نہیں دی جائیں گی۔ یا اگر قید نہ ہو مگر کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائمقام ہو۔ تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عمدہ صحت کو کسی بے ہودہ سہارے سے کبھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان مضر صحت چیزوں کو مفسد ایمان قرار دیا ہے۔ اور ان سب کی سردار شراب ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

(۳) فرمایا " اصل میں تمباکو ایک دھواں ہوتا ہے۔ جو اندرونی اعضاء کے واسطے مضر ہے۔ اسلام لغو کاموں سے منع کرتا ہے۔ اور اس میں نقصان ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے پرہیز ہی اچھا ہے" (الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۳ء)

(۴) فرمایا " تمباکو کو ہم مسکرات میں داخل نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایک لغو فعل ہے۔ اور مومن کی شان ہے والذین ھم عن اللغو معرضون اگر کسی کو کوئی طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے۔ ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتا۔ تو آپ اپنے صحابہ کے لئے کبھی پسند نہ فرماتے"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

(۵) تمباکو کی نسبت فرمایا " یہ شراب کی طرح تو نہیں ہے کہ اس سے انسان کو فسق و فجور کی طرف رغبت ہو۔ مگر تاہم تقویٰ یہی ہے۔ کہ اس سے نفرت اور پرہیز کرے۔ منہ میں اس سے بدبو آتی ہے۔ اور یہ منحوس صورت ہے کہ انسان دھواں اندر داخل کرے اور پھر باہر نکالے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ ہوتا۔ تو آپ اجازت نہ دیتے۔ کہ اسے استعمال کیا جائے۔ ایک لغو اور بے ہودہ حرکت ہے۔ ہاں مسکرات میں اسے شامل نہیں کر سکتے۔ اگر علاج کے طور پر ضرورت ہو تو منع نہیں ہے ورنہ یونہی مال کو بے جا صرف کرنا ہے۔ عمدہ تندرست وہ آدمی ہے جو کسی شے کے سہارے زندگی بسر نہیں کرتا" (البدر ۳ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۶) ایک شخص نے سوال کیا۔ سنا گیا ہے کہ آپ نے حقہ نوشی کو حرام فرمایا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا " ہم نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا۔ کہ تمباکو پینا مثل سؤر اور شراب کے حرام ہے۔ ہاں ایک لغو امر ہے۔ اس سے مومن کو پرہیز چاہیئے۔ البتہ جو لوگ کسی بیماری کے سبب مجبور ہیں۔ وہ بطور دوا و علاج کے استعمال کریں تو کوئی حرج نہیں" (بدر ۲۳ جولائی ۱۹۰۳ء بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۷۰)

(۷) فرمایا " تمباکو کے بارہ میں اگرچہ شریعت نے (صراحتاً) کچھ نہیں بتلایا۔ مگر ہم اسے اس لئے مکروہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا۔ تو آپ اس کے استعمال کو منع فرماتے" (البدر ۲۴ جولائی ۱۹۰۳ء)

(۸) فرمایا۔ " انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور بہت سے ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں۔ جو اپنی پرانی عادت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جو ہمیشہ سے شراب پیتے چلے آئے ہیں۔ بڑھاپے میں آ کر جبکہ عادت کا چھوڑنا خود بیمار پڑنا ہوتا ہے۔ بلا کسی خیال کے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور تھوڑی سی بیماری کے بعد اچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ میں حقہ کو منع کرنا اور ناجائز قرار دیتا ہوں۔ مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو۔ یہ ایک لغو چیز ہے۔ اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے"

(البدر ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

(۹) فرمایا " تمباکو پینا فضول خرچی میں داخل ہے ...... ابتداء تمباکو نوشی کی عموماً بری مجلس سے ہوتی ہے"

(اخبار بدر ۱۶ مئی ۱۹۱۲ء)

ارشادات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود بنصرہ العزیز

(۱۰) " بدبودار چیزیں مثلاً پیاز وغیرہ کھانا یا کھانا کھانے کے بعد منہ صاف نہ کرنا۔ اور کھانے کے ریزوں کا منہ میں سڑ جانا۔ اس قسم کی غلاظتوں میں ملوث ہونے والوں کے ساتھ بھی فرشتے تعلق نہیں رکھتے۔ اس ذیل میں حقہ پینے والے بھی آ گئے۔ حقہ پینے والے کو بھی صحیح الہام ہونا ناممکن ہے" (ملائکۃ اللہ صفحہ ۱۱ تقریر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۱۱) ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ اگر کسی کے لئے طبیب حقہ بطور دوا تجویز کرے تو کیا کیا جائے۔ حضور نے جواب دیا کہ: " اگر ایک دو دفعہ پینے کے لئے کہے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر وہ مستقل طور پر بتلاتا ہے تو وہ کوئی علاج نہیں۔ جو طبیب خود حقہ پیتے ہیں۔ وہی اس قسم کا علاج دوسروں کو بتلایا کرتے ہیں۔ کوئی ایسی بات جس کی انسان کو عادت پڑ جائے۔ وہ میرے نزدیک بہت مضر۔ اور بعض دفعہ تقویٰ اور دین کو نقصان دیتی ہے" (اخبار الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۲۲ء)

(۱۲) " اس کے بعد ایک اور نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ حقہ بہت بری چیز ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ چھوڑ دینا چاہیئے" (منہاج الطالبین صفحہ ۱۳ تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء)

(۱۳) " ہر قسم کا نشہ بھی بدی ہے۔ اس میں شراب۔ افیون۔ بھنگ۔ نسوار۔ حقہ سب چیزیں شامل ہیں"

(منہاج الطالبین صفحہ ۴۳)

(۱۴) " طلباء کو چاہیئے۔ کہ اپنے اندر دین کی روح پیدا کریں۔ میں نے پہلے ایک بار توجہ دلائی تھی۔ تو اس کا بہت اثر ہوا تھا۔ بعض طلباء جو داڑھیاں منڈاتے تھے۔ انہوں نے رکھ لیں۔ بعض سگریٹ پیتے تھے۔ انہوں نے چھوڑ دیئے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ پھر یہ وبائیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس میں پھر انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اصلاح آپ کریں"

(اخبار الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۳۰ء)

گذارش

ان ارشادات کی موجودگی میں ہماری جماعت کے ہر فرد کو سوائے معذوروں کے تمباکو سے جس طرح پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس بارے میں کافی روک تھام بھی کی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ اس کا رواج پایا جاتا ہے۔ اس کو بھی ختم کر دینا چاہیئے خاص کر نوجوانوں میں سے تو کوئی ایسا نہ ہونا چاہیئے جو اس عادت قبیحہ میں مبتلا ہو۔

خاکسار سید سجاد احمد

تلاش ٹرنک

مورخہ ۱۳/۱۲/۴۵ کو صبح کی گاڑی کے اگلے ڈبہ سے میرا ایک سوٹ کیس گم ہو گیا تھا۔ تمام اسٹیشن پہ گاڑی کے ہر ایک ڈبہ میں تلاش کیا مگر نہ ملا۔ سوٹ کیس میں مندرجہ ذیل اشیاء تھیں۔ شلوار لٹھا دو عدد۔ قمیص دو عدد۔ دوپٹہ سفید یک۔ کتاب تبلیغ ہدایت یک جلد۔ تفسیر کبیر یک جلد۔ ترجمۃ القرآن یک جلد۔ نجم الہدیٰ یک جلد۔ ٹوپی تہ دار یک۔ بنڈل قطعات محمد یامین صاحب والے یک۔ سندات خدام الاحمدیہ ۹ قطعات وغیرہ۔ اگر کسی دوست کو ملا ہو۔ تو خاکسار کو مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

ملک نصر اللہ خاں احمدی۔ محلہ عالم پناہ خوشاب۔ ضلع سرگودھا

المصلح الموعود کا تازہ ارشاد

تجارتی سکیم کیلئے پانچہزار واقفین کی ضرورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰی بنصرہ العزیز نے ۵ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو نوجوانان سلسلہ کو وقف تجارت کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ "اگر اس رنگ میں پانچ چھ ہزار آدمی مل جائیں۔ اور مل جانے چاہئیں۔ تو ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" آج ۲۵ر جنوری کے خطبہ میں بھی حضور نے اس طرف ایک دفعہ پھر اشارہ کیا۔ اور اس تحریک کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ "اس وقف میں دونوں قسم کے فائدے ہیں۔ دینی بھی اور دنیاوی بھی۔ ہمیں مختلف جماعتوں کی طرف سے اطلاعیں آرہی ہیں۔ کہ آدمی بھیجئے ہم ہر قسم کی امداد دینے کے لئے تیار ہیں۔ تجارت سے مفت میں تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اگر ہم پانچ ہزار مبلغ بھجوائیں۔ تو ان پر قریباً ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہو گا۔ لیکن اگر پانچہزار نوجوان تجارت کے لئے وقف کریں۔ تو ساٹھ لاکھ روپیہ ہم خرچ نہیں کرینگے۔ بلکہ پندرہ یا بیس لاکھ روپیہ خزانہ میں داخل ہو گا۔ اسلئے اس سکیم کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔" پس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰی کے اس تازہ ارشاد کے پیش نظر ہر مخلص نوجوان اور ہر اس احمدی سے جو اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہے۔ کہتا ہوں۔ کہ آؤ۔ اور اس وقف میں اپنے آپ کو پیش کرو۔ اور اپنے آقا کی رضا حاصل کرو۔ تا ابدی سعادتوں کے وارث قرار دئے جاؤ۔

(عبد الکریم ناظم تجارت)

روپے کس کے ہیں؟

۲۹ر دسمبر کی رات کو امرتسر کے سٹیشن پر تیسرے درجہ کے مسافر خانہ میں اگر کسی دوست کے کچھ روپے گر گئے ہوں۔ تو وہ حسب ذیل پتہ سے نشان بتا کر لے سکتے ہیں۔ (بشیر احمد خاں دار السلام ٹوٹی کنڈی۔ شملہ)

حسابداران امانت ذاتی سے درخواست

حسابداران امانت ذاتی سے درخواست ہے۔ کہ (۱) تکمیل ریکارڈ کی غرض سے اپنا موجودہ تفصیلی پتہ بواپسی ڈاک بھجکر مشکور فرمائیں۔ اور (۲) آئندہ کے لئے نوٹ فرمائیں کہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر مستقل تبادلہ کی صورت میں نیا پتہ ڈاک دفتر امانت میں ساتھ ساتھ بھیجتے رہیں۔ تا ششماہی حسابات اور دیگر متعلقہ خط و کتابت صحیح پتہ پر بھیجی جا سکے۔ ورنہ خطوط وغیرہ حسابداران تک نہ پہنچ سکیں گے۔ یا ضائع ہوتے رہیں گے۔ اور اس کی ذمہ واری دفتر امانت پر نہ ہو گی۔ (۳) ایسے احباب جنہوں نے ابھی تک اپنے دستخطوں کے نمونے متعلقہ امانت اور دفتر میں ریکارڈ کے لئے نہ بھیجے ہوں۔ وہ جلد بھیجدیں۔ ورنہ ان کی رقوم کی ادائیگی میں روک پیدا ہو گی۔ (۴) امانت ذاتی و دیگر حسابات متعلق صیغہ امانت کے بارے میں خط و کتابت کرتے وقت افسر انچارج صیغہ امانت ذاتی کو مخاطب کرنا چاہیئے۔ نہ کہ محاسب کو۔ محاسب کو صرف چندہ جات کے متعلق یا ایسی مدات کے بارے میں مخاطب کرنا چاہیئے۔ جو چندہ ہائے صدر انجمن سے متعلق ہوں۔

(افسر انچارج صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ قادیان)

یہ زکوٰۃ کی رقوم کس کی طرف سے ہیں؟

عہدیداران مقامی جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع اور آئندہ کے عمل کے واسطے اعلان کیا گیا تھا۔ کہ جس قدر رقوم مذکورہ وصول کر کے داخل خزانہ انجمن احمدیہ کرائی جائیں۔ اس کی تفصیل اسی وقت علیحدہ طور پر براہ راست نظارت بیت المال میں بھی بھیج دی جایا کرے جس میں زکوٰۃ ادا کرنے والے دوست کا نام مکمل پتہ اور رقم زکوٰۃ جو انہوں نے ادا کی درج ہو۔ لیکن دیکھا گیا ہے۔ کہ اکثر احباب مطابق اعلان تفصیل نہیں بھجواتے۔ جس کی وجہ سے دفتر کو ان سے تفصیل حاصل کرنے کے لئے بہت سی خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔

اس وقت خزانہ میں بہت سی رقوم بمد زکوٰۃ پڑی ہیں۔ لیکن باوجود بار بار خط و کتابت کرنے کے احباب کی طرف سے تفصیل موصول نہیں ہوئی۔ ان کے اسماء مع رقوم زکوٰۃ و حوالہ کوپن دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان ذیل میں درج کر کے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ان رقوم کے ادا کرنے والوں کے اسماء مع مکمل پتہ اور رقم زکوٰۃ دفتر ہذا میں جلد از جلد بھجوا دیں۔ اگر تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر تفصیل موصول نہ ہوئی۔ تو سمجھ لیا جائیگا۔ کہ یہ رقوم بھیجنے والے احباب کی طرف سے ہی۔

	نام مع عہدہ و جماعت	نمبر کوپن مع تاریخ	رقم
۱	سید حسین علی صاحب سکرٹری مال دامی والہ ضلع سیالکوٹ	۸۹۶ / ۷-۷-۴۵	۱۰/-/-
۲	سید عبد الغفار صاحب محاسب انجمن مونگھیر بہار	۶۲۴ / ۲۳-۵-۴۵	۱/-/-
۳	مستری احمد الدین صاحب سکرٹری مال بھونچال کلاں ضلع جہلم	۱۶۱۳ / ۲۶-۶-۴۵	۶/-/-
۴	مولوی عبد الرحمٰن صاحب سکرٹری مال مجوکہ ضلع سرگودہا	۱۹۴۵ / ۵-۷-۴۵	۱۰/-/-
۵	چوہدری سید محمد صاحب پریذیڈنٹ ٹھٹھ کاتو ضلع لائلپور	۱۹۷۸ / ۷-۷-۴۵	۴۰/-/-
۶	انور احمد صاحب سکرٹری مال کلکتہ	۲۸۰۷ / ۲۹-۷-۴۵	۳۲۵/-/-
۷	چوہدری ناظر علی صاحب سکرٹری مال کھوکھر ضلع گورداسپور	۱۳۶۹ / ۱۲-۸-۴۵	۵/-/-
۸	چوہدری نور الدین صاحب ذیلدار پریذیڈنٹ چک ۶ ۱۱.L منٹگمری	۱۴۰۹ / ۱۵-۸-۴۵	۲۰/-/-
۹	عبد الرزاق صاحب ڈار سکرٹری ناسنور۔ کشمیر	۳۳۵۴ / ۱۶-۸-۴۵	51/-/-
۱۰	محمد یوسف صاحب سکرٹری مال سید والہ ضلع شیخوپورہ	۳۳۹۹ / ۱۹-۸-۴۵	۸/-/-
۱۱	سیٹھ اللہ جوایا صاحب پریذیڈنٹ آگرہ	۳۰۷۴ / ۲۱-۸-۴۵	۵۰/-/-
۱۲	مستری محمد رمضان صاحب سکرٹری مال پتوکی ضلع لاہور	۳۵۱۱ / ۲۲-۸-۴۵	۲۰/-/-
۱۳	محمد ابراہیم صاحب رزمی سکرٹری مال بھوماں وڈالہ ضلع امرتسر	۳۵۰۷ / ۲۲-۸-۴۵	۲۰/-/-
۱۴	حکیم عزیز الدین صاحب سکرٹری مال علی پور ضلع ملتان	۳۷۱۷ / ۲۸-۸-۴۵	۵/۸/-
۱۵	بابو عبد الرحمٰن صاحب سکرٹری مال حلقہ مصری شاہ لاہور	۳۷۶۶ / ۱-۹-۴۵	۲۰/-/-
	" " " " "	۴۹۳۷ / ۲۹-۹-۴۵	۴۰/-/-
۱۶	عبد اللہ صاحب سکرٹری جھمٹ ضلع لدھیانہ	۳۷۷۹ / ۱-۹-۴۵	۲۹/۱۰/-
۱۷	حکیم محمد قاسم صاحب امیر جماعت لالہ موسیٰ	۳۷۷۵ / ۱-۹-۴۵	۲/۸/-
۱۸	شیخ عبد الغنی صاحب سکرٹری مال دہوری ریاست پٹیالہ	۳۸۶۷ / ۶-۹-۴۵	۲۰/-/-
		۳۸۷۶ / ۶-۹-۴۵	۱۰/-/-

آئندہ کے لئے عہدیداران مقامی جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں مکرر التماس ہے کہ وہ رقم زکوٰۃ خزانہ میں بھجواتے وقت علیحدہ طور پر نظارت بیت المال میں اس رقم کے ادا کنندگان کے اسماء و مکمل پتے اور رقم زکوٰۃ جو انہوں نے ادا کی بھیجدیا کریں۔

(ناظر بیت المال)

تلاش گمشدہ

ایک لڑکا آفتاب احمد۔ جو کہ بعارضہ صرع وغیرہ بیمار ہے۔ ۱۸ جنوری کو بیماری کے زیر اثر گھر سے نکل گیا ہے۔ حلیہ حسب ذیل ہے۔ عمر ۲۱ سال۔ رنگت زردی مائل سفید۔ گرنے کی وجہ سے پیشانی پر ۲-۳ عدد چوٹوں کے صحت شدہ نشانات۔ ناک قدرے اونچا۔ آنکھیں موٹی۔ گول چہرہ۔ چھوٹی چھوٹی داڑھی انگریزی فیشن کے چھوٹے چھوٹے بال۔ قد ۵ فٹ ۵ انچ۔ گلے میں قمیص برنگ نیم سلیٹی۔ سویٹر برنگ فیروزی کاسنی۔ کوٹ لہریا۔ سیاہ اور سفید باریک دھاریوں والا کھلا پاجامہ لٹھے کا پہنے ہوئے تھا۔ پاؤں میں باٹا کے کنوس کے سلیپر۔ دایاں بازو مونڈھا اتر جانے کی وجہ سے اپریشن کرانے کے باعث پورا کام نہیں کر سکتا۔ مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچانے والے کو علاوہ کرایہ کے مبلغ ۲۵ روپیہ بطور انعام پیش کئے جائینگے۔ سمبڑیال۔ ڈسکہ اور ضلع سیالکوٹ کے دوست خاص خیال رکھیں اور حسب ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔
خواجہ عبدالرحمن صاحب ٹھیکیدار محلہ ساتو گوجر شہر سیالکوٹ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۴ر جنوری۔ برطانیہ کے لیبر اور ترقی پسند حلقوں میں نوآبادیات اور ہندوستان کے بارے میں لیبر حکومت کی اختیار کردہ پالیسی پر بے اطمینانی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کئی ممبران پارلیمان اور برطانوی لیڈر فروری کے آخری ہفتہ میں ایک کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ جس کا مقصد برطانوی عوام کے سامنے نوآبادیات کی آبادی کا مسئلہ پیش کرنا ہے۔

لنڈن ۲۴ر جنوری۔ یو۔ این۔ او میں روسی وفد کی قیادت کے لئے موسیو وشنسکی کی روانگی کے بعد ان کے مستقبل کے متعلق مختلف قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ باخبر مبصرین کی رائے یہ ہے۔ کہ موسیو وشنسکی عنقریب روسی وزیر خارجہ موسیو مولوٹوف کے جانشین مقرر کر دیئے جائینگے۔

کلکتہ ۲۴ر جنوری۔ کل کلکتہ میں کانگرسیوں اور مسلمانوں میں جو تنازعہ ہوا تھا۔ اس کے سلسلہ میں ایک شخص آج ہلاک ہو گیا۔

ٹوکیو ۲۴ر جنوری۔ جنرل میکارتھر نے جاپان میں بردہ فروشی ممنوع قرار دے دی ہے۔

لنڈن ۲۴ر جنوری۔ ایک امریکن ریڈیائی مبصر نے ہندوستان کے موجودہ انتخابات پر سخت تنقید کرتے ہوئے انہیں غیر جمہوری قرار دیا ہے۔ کیونکہ ہندوستان آزاد نہیں ہے۔ اور رائے دہندگی کا معیار تعلیم رکھا گیا ہے۔ جبکہ ہندوستان میں صرف ۱۱ فی صدی افراد تعلیم یافتہ ہیں۔ اس کے علاوہ ووٹ دینے کی اہلیت کے لئے ٹیکس گزار ہونا ضروری ہے۔ یعنی چالیس کروڑ کی آبادی میں سے صرف دو کروڑ ووٹ دینے کا حق رکھتے ہیں۔

طہران ۲۴ر جنوری۔ ابھی تک ایران کے سابق وزیر اعظم کا قائم مقام منتخب نہیں ہو سکا۔ ایم سلطان کا انتخاب متوقع ہے۔

یروشلم ۲۴ر جنوری۔ فلسطینی دفتر کے ڈائرکٹر ایم موسیٰ عالمی نے ایک بیان میں کہا۔ کہ فلسطین میں عرب اراضی کو یہودیوں کے ہاتھوں میں جانے سے روکنے کے لئے جو سکیم تیار کی گئی ہے۔ اس کے فنڈ میں عراقی گورنمنٹ نے ڈیڑھ لاکھ پونڈ دیا ہے۔ توقع ہے۔ کہ دوسرے عرب ممالک بھی اس فنڈ میں روپیہ دیں گے۔

لاہور ۲۳ر جنوری۔ سونا ـــ ۸۸ روپے چاندی ـــ ۱۳۹ پونڈ ـــ ۶۳

امرتسر ۲۳ر جنوری۔ سونا ـــ ۹۱ چاندی ـــ ۱۳۹ روپے پونڈ ـــ ۶۳

لاہور ۲۴ر جنوری۔ حکومت پنجاب کے محکمہ آبپاشی نے تھل پراجیکٹ کے سلسلہ میں بمقام کالا باغ دریائے سندھ پر ایک بند کی تعمیر مکمل کر دی ہے۔

نئی دہلی ۲۴ر جولائی۔ اب کے جب وائسرائے مرکزی اسمبلی میں تقریر کریں گے۔ تو پہلی بار اسمبلی کی فلم لی جائے گی۔

کراچی ۲۴ر جنوری۔ کراچی میں امریکہ کا جو زائد از ضرورت سامان ہے۔ وہ گورنمنٹ ہند خریدے گی۔ چنانچہ اس کے لئے سٹاف بھی مقرر کیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۴ر جنوری۔ آج ماسکو ریڈیو نے طہران کے ایک اخبار کے حوالہ سے بیان کیا۔ کہ ایران نے آذربائیجان کی صورت حالات پر اتحادی اقوام کی انجمن کو جو توجہ دلائی ہے۔ وہ سوویٹ یونین کے لئے بے حد اشتعال انگیز اور مخالفانہ اثر رکھتی ہے۔

پٹنہ ۲۳ر جنوری۔ آرہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ تین سو آدمیوں کے ہجوم نے جن میں اکثریت طلبا کی تھی۔ گورنمنٹ پولیس کے تھانے کو لوٹ لیا۔

بمبئی ۲۴ر جنوری۔ ہجوم نے گذشتہ شب کھیت واڑی میں کمیونسٹ پارٹی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیا۔ "پیپلز ایج" پرنٹنگ پریس کو جہاں کمیونسٹ اخبار "پیپلز ایج" چھپتا ہے۔ سخت نقصان پہنچا۔ دفتر کے فرنیچر کاغذات اور کتابوں کو آگ لگا دی گئی۔ اندازہ لگایا گیا کہ اس حملے سے ایک لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا ہے

لاہور ۲۴ر جنوری۔ اطلاع ملی ہے کہ پنجاب اور ریاستوں کی ضرورت کے لئے یو۔ پی سے ۱۱۶۵۰ ٹن گڑ آئے گا۔

لنڈن ۲۵ر جنوری۔ کل رات ٹرسٹی شپ کے جلسہ میں امریکہ اور چین کے نمائندوں نے کہا۔ کہ دنیا کی سب قوموں کی خود مختاری ضروری ہے

لنڈن ۲۵ر جنوری۔ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر برنز کل واشنگٹن روانہ ہو گئے۔ روس کے امریکی سفیر بھی آج واشنگٹن روانہ ہونے والے ہیں۔ بدھ کو آپ نے جنرل الیسموسٹالن اور موسیو مولوٹوف سے ملاقات کی تھی۔ آپ

نئی دہلی ۲۵ر جنوری آج مولانا ابوالکلام آزاد نے لارڈ ویول وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔ سلسلہ گفتگو ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ مسٹر آصف علی ترجمان تھے۔

کلکتہ ۲۵ر جنوری۔ آج تیسرے پہر پارلیمانی وفد یہاں پہنچ گیا۔ اب وہ ہندو سبھا کے لیڈر شیام پرشاد مکرجی اور کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری پی۔ سی جوشی سے ملاقات کرے گا۔ کلکتہ میں وفد کا اہم مقصد بنگال میں خوراک کی حالت اور ۱۹۴۳ء کے قحط کے اسباب معلوم کرنا ہے۔

"مسئلہ فلسطین" پر آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر لاہور میں

احمدیہ انٹر کالجییٹ ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا "مسئلہ فلسطین" کے موضوع پر وائی۔ ایم سی۔ اے۔ ہال لاہور میں ۲۷ر جنوری ۱۹۴۶ء کو گیارہ بجے صبح تقریر فرمائیں گے جلسہ کی صدارت کے فرائض جناب ڈاکٹر ای۔ ڈی۔ لوکس وائس پرنسپل ایف۔ سی کالج لاہور سر انجام دیں گے۔ جلسہ میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ جو مندرجہ ذیل پتہ سے یا جلسہ گاہ کے گیٹ سے مفت مل سکے گا:۔ احمدیہ ہوسٹل۔ ۳۲ ڈیوس روڈ لاہور۔

(سیکرٹری)

ملایشیا کے راستے واشنگٹن جائیں گے۔ اور راستہ میں جنرل چیانگ کائی شیک اور جنرل میکارتھر سے ملاقات کریں گے۔

پیرس ۲۵ر جنوری۔ فرانس کی تینوں بڑی پارٹیاں کمیونسٹ۔ سوشلسٹ اور کیتھولک متحدہ حکومت بنانے پر رضامند ہو گئی ہیں۔

نیویارک ۲۵ر جنوری۔ کینیڈا کے ہندوستانی ٹریڈ کمشنر مسٹر آہوجہ نے کل ایک تقریر میں کہا۔ کہ زمانہ بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ اور ہندوستان بھی رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اب اسے وہی درجہ دینا چاہیئے۔ جس کا وہ حقدار ہے۔

لنڈن ۲۵ر جنوری۔ کل لندن میں اٹامک طاقت پر کنٹرول کرنے کی تجویز کو متفقہ طور پر مان لیا گیا ہے۔ وزیر خارجہ امریکہ مسٹر برنز نے امید ظاہر کی۔ کہ اٹامک طاقت کے لئے جو ریسرچ جاری کی گئی ہے۔ اس کا مقصد انسان کی تباہی نہ ہوگا۔

بمبئی ۲۵ر جنوری۔ مظاہرین نے آج اناج کی دو سرکاری دکانوں اور ایک ریلوے بکنگ آفس کو لوٹ لیا۔ پولیس جوابی کارروائی کر رہی ہے۔ اس نے کئی گرفتاریاں کی ہیں۔ اس وقت تک بائیس آدمی فساد کے چند دنوں میں مر چکے ہیں۔ اور سینکڑوں زخمی ہوئے ہیں۔

رنگون ۲۵ر جنوری۔ آج گورنمنٹ ہوس سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جنرل اونگ سان سابق وزیر اعظم برما کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان پر جاپان سے سازباز رکھنے کا الزام تھا۔ اور ۱۹۴۲ء سے یوگنڈا میں نظر بند تھے۔ اب ان کو برما لوٹنے کی اجازت ہوگی۔ اور کسی قسم کی کارروائی ان کے خلاف نہ کی جائیگی۔

شکاگو ۲۴ر جنوری۔ نئے ایٹم بموں کا تجربہ یکم مئی کو بحر الکاہل میں شروع ہوگا۔ اندازہ ہے۔ کہ آج تک امریکہ۔ جاپان یا جرمنی میں جو طاقتور سے طاقتور جنگی جہاز تیار ہو چکا ہے۔ ایٹم بم اسے غرق کر سکتا ہے۔

پیرس ۲۴ر جنوری۔ فرانس کی حلقہ وار اسمبلی کا اجلاس گذشتہ شب پونے بارہ بجے منعقد ہوا۔ مبعوثین نے رائے شماری کے قرطاس پر اپنے اپنے امیدوار کے نام کے سامنے نشان لگانے شروع کر دیئے۔ سوشلسٹ کمیونسٹ اور ترقی پسند کیتھولک پارٹیوں نے موسیو فیلکس گوئیاں کے حق میں سمجھوتہ کر لیا۔ چنانچہ آپ جنرل چارلس ڈیگال کی جگہ فرانس کے رئیس الحکومت منتخب ہو گئے۔ آج آپ کابینہ مرتب کر رہے ہیں۔

لنڈن ۲۴ر جنوری۔ جمیعت اتحاد اقوام کے ہندوستانی مندوب سر راما سوامی مدلیار کو گذشتہ شب جمیعت کی معاشی اور مجلسی کونسل کا صدر منتخب کر لیا گیا۔

واشنگٹن ۲۵ر جنوری۔ امریکہ کے سائنسدانوں نے چاند سے تعلق پیدا کر لیا ہے۔